کامیابی کیلئے قربانی کا معیار

گاندھی جی نے ۲ مارچ کو راجکوٹ میں ستیہ آگرہی والنٹیروں۔ اور کارکنوں کے سامنے ایک مختصر سی تقریر کی۔ جس میں ستیہ آگرہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کہا۔ کہ:۔

"آپ ہر پہلو سے ستیہ آگرہی بنیں۔ اور بخوشی مصائب برداشت کریں۔ ستیہ آگرہیوں کو نہ صرف اپنی جائداد۔ اور مال و اسباب سے ہاتھ دھونے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ بلکہ اپنی جان سے بھی۔ سیاسی کامیابی آپ کے کام کا ایک معمولی حصّہ ہے۔ اصلی کام اپنے آپ کو پوتر بنانا۔ اور اپنے آتما کو پوتر بنانا ہے"

(پرتاپ ۵ مارچ)

ان الفاظ کو یہاں نقل کرنے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اور بالخصوص اس کے نوجوان مجاہدین ان پر غور کریں۔ اگر ایک سفلی جدوجہد اور معمولی تحریک کے والنٹیروں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اس قدر بلند عزائم رکھیں۔ اور اس میدان میں قدم رکھنے سے بیشتر اپنی جان تک سے ہاتھ دھولیں اس کے بغیر وہ "ہر پہلو میں ستیہ آگرہی" نہیں بن سکتے۔ اگر ایک نہایت ہی چھوٹی سی ریاست میں چند ایک برائے نام اصلاحات جاری کرانے کے لئے قربانیوں کا اس قدر بلند معیار رکھنا ضروری ہے اور اس کے بغیر اس قدر معمولی سی کامیابی کی توقع بھی نہیں رکھنی چاہیئے۔ تو جو لوگ دُنیا میں نہ صرف مذہبی۔ بلکہ تمدنی معاشرتی اخلاقی۔ اقتصادی۔ غرضیکہ ہر قسم کا انقلاب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کریں گے۔ جو اس ارادہ کو لے کر اُٹھے ہیں۔ کہ دُنیا میں اس وقت فسق و فجور۔ اور کفر و شرک کی حکومت کو مٹا کر۔ اور اس کے فلک بوس محلات کو پیوندِ خاک کر کے ہر انسان کے قلب پر بلکہ اس کے ہر عضو پر اللہ تعالےٰ کی حکومت قائم کریں گے۔ اور ایسا کرنے کے لئے وہ اس انسان کے ہاتھ پر جسے وہ خدا تعالےٰ کا نمائندہ سمجھتے ہیں اپنی رضا و رغبت سے یہ اقرار کر چکے ہیں۔ وہ اگر یہ سمجھیں۔ کہ ایک نہایت ہی محدود شرح کے ساتھ اپنی آمد پر چندہ ادا کر کے وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے۔ تو یہ ان کی غلطی ہے:۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے جو اہم ترین ذمہ واری اپنے کندھوں پر اٹھائی ہے۔ اور کسی جبر سے نہیں۔ بلکہ اپنی مرضی اور خوشی سے اٹھائی ہے۔ اس سے وہ کبھی بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کا ایک ایک فرد یہ پختہ عہد دل میں نہ کرلے۔ کہ اس کا مال اس کا اسباب۔ اس کی جان اور اس کی اولاد۔ غرضیکہ جو کچھ بھی ہے۔ وہ اس کا نہیں۔ بلکہ اسلام کے لئے وقف ہے اور جوں جوں امام وقت کی طرف سے مطالبہ ہوتا جائے گا۔ وہ اپنے دل میں کوئی انقباض محسوس کئے بغیر اسے پیش کرتا چلا جائے گا۔ اسے کوئی بھی چیز اپنے اس اہم مقصد سے زیادہ عزیز نہ ہو۔ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے۔ چلتے پھرتے یہی ایک مقصد ہو۔ جو اسے مقدم ہو۔ اور اس کی زندگی کے ہر شعبہ میں یہی جذبہ کارفرما نظر آتا ہو۔ اس کے بغیر کسی کامیابی کی امید رکھنا ایک جنون سے زیادہ نہیں:۔

جو لوگ احمدیت میں داخل ہونے کے بعد بھی اپنی ضروریات اور اپنے آرام و آسائش کو مقدم رکھتے اور سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے لئے مناسب انتظامات کے بعد جو کچھ باقی بچے۔ اسے اسلام کے لئے دے کر سمجھ لیں۔ کہ وہ بہت بڑی قربانی کر رہے ہیں۔ وہ اگر کانگرسیوں کی قربانی کے معیار کو اپنے سامنے رکھ کر دیکھیں۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ ان کا نصب العین کس قدر بلند اور ارفع ہونا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ احمدیوں کی قربانیاں اس وقت بے نظیر ہیں۔ ایک نہایت ہی چھوٹی سی جماعت ہر سال لاکھوں روپیہ محض خدا تعالےٰ کے لئے اور اس کے دین کے لئے کمال خندہ پیشانی سے خرچ کر رہی ہے اور دوسروں کے مقابلہ میں اس کی قربانیاں بے نظیر ہیں۔ مسلمان اس وقت کروڑوں کی تعداد میں ہندوستان کے اندر موجود ہیں۔ لیکن چونکہ ان کے اندر قربانی کی رُوح موجود نہیں۔ قوتِ عمل موجود نہیں۔ مذہب و ملت کے لئے ایثار۔ اور اخلاص مفقود ہے۔ اس لئے وہ اتنی بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود ذلیل اور رسوا ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بے شمار ہیں جو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ کے مالک ہیں مگر ان میں قومی روح موجود نہیں۔ ان کی اسلامیت اور ہمدردیٔ اسلام محض زبانی باتوں تک محدود ہے۔ عملی طور پر کچھ نہیں:۔

۱۹۳۵ء میں جب سکھوں نے مسجد شہید گنج کو منہدم کیا۔ تو نہ صرف مسلمانانِ پنجاب بلکہ سارے ملک کے مسلمانوں میں ہیجان و اضطراب پیدا ہوا۔ عظیم الشان جلسے اور جلوس نکلے دھوآں دھار اور معرکۃ الآراء تقریریں ہوئیں۔ فلک بوس نعرے لگائے گئے سول نافرمانی ہوئی۔ اور اسی جوش کی حالت میں کئی ایک پولیس کی لاٹھیوں سے مجروح ہوئے۔ کئی ایک نے گولیاں کھائیں۔ اور اس طرح جانیں دے دیں۔ لیکن یہ گرماگرمی صرف چند روز رہی۔ اس کے بعد سکوت اور کامل سکوت طاری ہوا۔ حتیٰ کہ آج یہ حالت ہے۔ کہ پریوی کونسل میں اپیل کرنے کے لئے قریباً ایک سال سے تمام اسلامی پریس اور عمائدین تیس ہزار روپے کے لئے اپیلیں کر رہے تھے۔ اور اس کے لئے بڑے بڑے پُرزور اعلانات شائع ہو رہے تھے۔ مسلمانوں میں صاحب ثروت اصحاب کی کمی نہیں۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے۔ اس جدوجہد اور کوشش وسعی کے نتیجہ میں صرف تین ہزار روپیہ جمع ہوا ہے۔ جو بے حد افسوسناک اور مسلمانوں کی قومی و ملی امور سے غفلت کا ثبوت ہے۔ اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ باوجودیکہ وہ بلحاظ تعداد نہائت قلیل ہے۔ اور پھر تمام کی تمام غرباء پر مشتمل ہے جو قربانیاں کر رہی ہے۔ وہ اس کی زندگی اور اس کے ایمانی جوش کی علامت ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا کامیابی کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی نسبت زیادہ اور بہت زیادہ قربانیاں کر رہی ہے؟

گاندھی جی کے مذکورہ بالا الفاظ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ ابھی تمام جماعت نے قربانی کا وہ معیار بھی پیش نہیں کیا۔ جو گاندھی جی کے نزدیک راجکوٹ کے ٹھاکر صاحب نے اپنے مطالبات منوانے کے لئے ضروری ہے۔ کانگرسی ستیہ گرہی اور والنٹیر تو یہ معیار نہ پیش کر سکتے ہیں اور نہ کریں گے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت کی ترقی اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اور ہر احمدی کو یہ معیار ہمیشہ اپنے مدنظر رکھنا چاہیئے ؂

مدینۃ المسیح

قادیان ۳ مارچ ۱۹۳۹ء۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج سوا آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو کل کی نسبت افاقہ ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کی طبیعت تاحال ناساز ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔

آج بعد نماز عصر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے سید بشیر احمد صاحب کارکن نظارت دعوۃ و تبلیغ کا نکاح فرخ خانم صاحبہ ہمشیرہ حاجی جنود اللہ صاحب کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا اللہ تعالےٰ مبارک کرے ؂

آج صبح جناب چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلےٰ سلسلہ کے ایک کام کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔

آج تعلیم الاسلام ہائی سکول کی جماعت نہم کے طلباء نے میٹرک کے طلباء کو الوداعی دعوت دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ جس کا جماعت دہم کی طرف سے جواب دیا گیا۔ اس کارروائی کی صدارت حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے سرانجام دی۔ آخر میں صاحب ہیڈ ماسٹر نے بھی ایک مختصر تقریر کی۔ جس میں ظاہری اخلاق کی درستی کی طرف طلباء کو توجہ دلائی ؂

شیخ عبدالواحد صاحب مولوی فاضل مبلغ ہانگ کانگ
کی
تشریف آوری

قادیان ۳ مارچ۔ آج پونے دس بجے صبح کی گاڑی سے شیخ عبدالواحد صاحب مولوی فاضل جو تحریک جدید کے ماتحت ۱۶ جنوری ۱۹۳۶ء کو ہانگ کانگ کینٹن میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ تین برس تک تبلیغی فرائض سرانجام دینے کے بعد واپس تشریف لائے۔ احباب قادیان اپنے مجاہد بھائی کے استقبال کے لئے سٹیشن پر موجود تھے۔ حضرت مولانا شیر علی صاحب۔ جناب مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر دعوت و تبلیغ اور دیگر معززین بھی تشریف فرما تھے۔ گاڑی کے پہونچنے پر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے گئے۔ پھر شیخ صاحب کے گاڑی سے اترنے پر حضرت مولوی شیر علی صاحب اور دیگر اصحاب نے آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ ازاں بعد سب اصحاب سے مصافحہ کرنے کے بعد آپ احمدیہ چوک میں پہونچے۔ جہاں مسجد مبارک میں آپ نے دوگانہ ادا کیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر دعا کرنے کے لئے بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے آپکو شرف ملاقات بخشا۔ آپ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے ؂

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے
ایک استفسار کا جواب

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں ایک دوست نے لکھا۔ کہ اگر غیر احمدی لڑکی ہو اور لڑکا بھی غیر احمدی ہو تو کیا ان کا نکاح احمدی خطیب پڑھا سکتا ہے؟

اس کے جواب میں حضور نے تحریر فرمایا:-

"اگر دونوں غیر احمدی ہوں تو احمدی نکاح پڑھا سکتا ہے"

اخبار احمدیہ

درخواستہائے دعا (۱) عبدالحفیظ خان صاحب ایس ایم سٹوڈنٹ امتحان میں کامیابی کے لئے (۲) والدہ شیخ محمود الحق صاحب فیروزپور چھاؤنی اپنے لڑکے کی کامیابی کے لئے (۳) بابو عظمت اللہ صاحب کراچی اپنی ملازمت کے لئے (۴) ممتاز علی صاحب صدیقی عبدالصمد صاحب حیدرآبادی اور ان کے بھائی محمد عبداللہ صاحب نیز ان کے والد صاحب کی مالی مشکلات کے ازالہ کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ؂

ولادت ماسٹر محمد فضل داد صاحب مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہاں تیسرا لڑکا تولد ہوا۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے عبدالسمیع نام تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے ؂

ترقیٔ احمدیت ـــــ اور ـــــ احمدی خواتین

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ جماعت احمدیہ کی خواتین کس طرح بٹا سکتی ہیں؟

(۱)

کچھ عرصہ ہوا۔ نصرت گرلز سکول میں ایک تحریری مقابلہ اس موضوع پر ہوا۔ کہ "احمدی مستورات سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی ترقی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ کس طرح بٹا سکتی ہیں"۔ اس مقابلہ میں تینوں دینیات کلاسز۔ اور تینوں ہائی کلاسز کی ۴۶۔ طالبات شامل ہوئیں۔ وقت تین گھنٹے مقرر تھا۔ اس تحریری مقابلہ میں جو مضمون سب سے اول رہا۔ اور جس پر راقمہ کے مضمون کو سونے کا تمغہ بطور انعام دیا جائے گا۔ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔ (ایڈیٹر)

مقدس نعمت

خلافت وُہ مقدس نعمت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے انبیاء کرام کی بعثت کے بعد بنی نوع انسان کو عطا کی جاتی اور ان سے توقع رکھی جاتی ہے۔ کہ وُہ اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔ مگر اس عظیم الشان نعمت کا ضیاع ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کریں گے خلافت قوم کے جسد کے لئے بمنزلہ رُوح اور اس کے خونِ حیات کے لئے بمنزلہ حبل الورید ہے۔ اگر ایک بے جان لاش کارزارِ زندگی میں کوئی قدر و قیمت رکھ سکتا ہے۔ تو وہ قوم بھی زندہ سمجھی جاسکتی ہے۔ جس کا کوئی واجب الاطاعت امام اور لیڈر نہ ہو۔ لیکن اگر جڑ سے منقطع شدہ شاخ کبھی پنپ سکتی ہے نہ وہ گلاب اپنی خوشبو سے مشامِ جان کو معطر کر سکتا ہے۔ جو توڑ کر مسل ڈالا گیا ہو۔ تو وُہ مذہبی جماعت بھی کبھی بامِ ترقی پر گامزن نہیں ہو سکتی۔ جس کی عنان ایک امام اور نفسِ زکی کے ہاتھ میں نہ ہو۔

قرآن کریم خود خلافت کو ایک نعمتِ عظمیٰ قرار دیتے ہوئے اس کا ایک عظیم الشان فائدہ ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ کہ خلافت کی وجہ سے دین کی بنیادیں انتہائی طور پر مستحکم ہو جاتی ہیں۔ اور جماعت کے لوگ ایک ایسے حصارِ عافیت میں آجاتے ہیں۔ کہ جس پر دُشمن کا کوئی تیر نہیں پڑ سکتا۔ ہر آنکھ جو ان کی طرف بدارادہ کے ساتھ اُٹھتی ہے۔ پھوڑ دی جاتی ہے۔ ہر ہاتھ جو ان کے خلاف حرکت میں آتا ہے شل کیا جاتا ہے۔ اور ہر طاقت جو ان کے ساتھ ٹکراتی ہے۔ وہ بارگاہِ ایزدی کی طرف سے پاش پاش کی جاتی ہے۔

غرض خلافت کیا ہے۔ وُہ حصار ہے جس کے متعلق اگر کچھ کہا جا سکتا ہے۔ تو یہی۔ کہ ؎

نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرقِ این حصار

لیکن قلعہ خواہ کس قدر مضبوط ہو۔ اگر انسان اپنے جرنیل کے حکم کی اطاعت نہ کرے۔ اور اس کے احکام سے سرِ مو بھی اِدھر اُدھر ہو جائے۔ تو جس طرح اپنے گلہ سے بھٹکی ہوئی بھیڑ بھیڑیے کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وُہ بجائے فائدہ اٹھانے کے ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اسی لئے خلافت کی اطاعت کی انتہائی تاکید کی ہے اور فرمایا۔ کہ خلفاء کا منکر فاسق ہے۔

پس خلیفۂ وقت کی اطاعت کامیابی کی کفیل ہے۔ اور اس کے احکام سے سرکشی یقیناً اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی نظروں میں گرانے کے مترادف۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی امامت و خلافت کے بلند ترین مقام کا ذکر کرتے ہُوئے فرماتے ہیں:۔

"امام الزمان حامیٔ بیضۂ اسلام کہلاتا ہے۔ اور اس باغ کا خدا تعالےٰ کی طرف سے باغبان ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور اس پر فرض ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک اعتراض کو دُور کرے۔ اور ہر ایک معترض کا مونہہ بند کرے۔ اور صرف یہ نہیں۔ بلکہ یہ بھی اس کا فرض ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف اعتراضات کو دُور کرے۔ بلکہ اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بھی دُنیا پر ظاہر کرے پس ایسا شخص نہایت قابلِ تعظیم اور کبریتِ احمر کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے اسلام کی زندگی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اسلام کا فخر اور تمام بندوں پر خدا تعالےٰ کی حجت ہوتا ہے۔ اور کسی کے لئے جائز نہیں ہوتا۔ کہ اس سے جُدائی اختیار کرے۔ کیونکہ وُہ خدا تعالےٰ کے ارادہ اور اذن سے اسلام کی عزت کا مربی اور تمام مسلمانوں کا ہمدرد اور کمالاتِ دینیہ پر دائرہ کی طرح محیط ہوتا ہے۔ ہر ایک اسلام اور کفر کی کشتی گاہ میں وہی کام آتا ہے۔ اور اسی کے انفاسِ طیبہ کفر کُش ہوتے ہیں۔ وُہ بطور کل کے اور باقی سب اس کے جزو ہوتے ہیں ؎

او چو کل و تو چو جزئی نے کلی
تو ہلاک استی گر از وے بگسلی"

(ضرورت الامام)

یہی وُہ امر ہے۔ جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بارہا جماعت کے سامنے پیش فرمایا۔ اور بتایا۔ کہ تمام برکت اطاعت میں ہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر آپ نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آپ لوگ اس بات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اسی طرح دُنیا اس بات کو سمجھے۔ یا نہ سمجھے۔ مگر امرِ واقعہ یہ ہے۔ کہ اس وقت اسلام کی ترقی خدا تعالےٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ جیسا کہ وُہ ہمیشہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔ پس جو میری سُنے گا۔ وُہ جیتے گا۔ اور جو میری نہیں سُنے گا۔ وُہ ہارے گا۔ جو میرے پیچھے چلے گا خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائیں گے۔ اور جو میرے راستہ سے الگ ہو جائے گا۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند کر دیے جائیں گے"۔

(الفضل ۲۵ جون ۱۹۳۶ء)

اسی طرح فرمایا:۔

"جب تک تمہارے اندر ایسی فرماں برداری پیدا نہ ہو۔ کہ اگر تمہیں کہا جائے۔ تلوار کی دھار پر اپنی گردنیں رکھ دو۔ تو ایک بھی تم میں سے پیچھے نہ ہٹے۔ اس وقت تک تمہیں اطاعت کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ مومن کا کام صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ وُہ ابتدائی تحقیق کر کے دیکھ لیتا ہے۔ کہ مدعیٔ خدا کا رسول ہے۔ یا نہیں۔ یا نبی کی جانشینی۔ اور قائم مقامی کا دعوےٰ کرنے والا صحیح معنوں میں اس کا قائم مقام اور جانشین ہے۔ یا نہیں۔ لیکن جب وہ اسے مان لیتا ہے۔ تو پھر وُہ دوسری آواز نہیں نکالتا۔ اس کی اپنی آوازیں بند ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے لئے صرف ایک ہی راستہ کھلا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ وُہ اس کی فرماں برداری اور اطاعت کرتا چلا جائے۔ خواہ اُسے آگ میں کُودنا پڑے۔ یا سمندر میں چھلانگ لگانی پڑے"۔

(الفضل ۱۹ اگست ۱۹۳۶ء)

یہی وُہ نقطۂ عظیمہ ہے۔ جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ نے سمجھا۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اس کو اپنا دستور العمل بنائے رکھا

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی لوگ جن کے بوٹ عربوں کی گردنوں پر تھے۔ ۱۵-۲۰ سال کے عرصہ میں ہی ان کی گردنوں پر عربوں کی جوتیاں رکھی گئیں۔ ان کا یہ حال تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے۔ آپ نے بعض لوگوں کو کناروں پر کھڑے دیکھ کر فرمایا۔ "بیٹھ جاؤ" حضرت عبد اللہ بن مسعود گلی میں آ رہے تھے۔ ان کے کانوں میں جونہی یہ آواز پڑی کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ وہیں بیٹھ گئے اور گھسٹ گھسٹ کر مسجد کے دروازہ کی طرف انہوں نے بڑھنا شروع کیا۔ کسی نے پوچھا آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ میرے کانوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ۔ اس لئے میں گلی میں ہی بیٹھ گیا۔ اور میں نے گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اس نے کہا کہ آپ مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھتے تو کیا حرج تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے جواب دیا۔ اگر میں مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ہی مر جاتا۔ تو خدا تعالےٰ کو کیا جواب دیتا۔ یہی وہ روح تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں نے فتح پائی۔ اور یہی وہ روح ہے۔ جس کو اپنے اندر پیدا کر کے آج بھی حیرت انگیز طور پر ترقی کی جا سکتی ہے۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کا جو مقابلہ کیا وہ کن سامانوں کے ساتھ کیا۔ مال آپ کے پاس نہیں تھا۔ سپاہیوں کی تعداد آپ کے پاس کم تھی۔ سوار آپ کے پاس تھوڑے تھے۔ سامان جنگ آپ کے پاس قلیل تھا۔ آپ نے جس چیز کے ساتھ دنیا پر غلبہ حاصل کیا۔ وہ یہی تھی کہ آپ نے صحابہ میں یہ روح پیدا کر دی تھی۔ کہ خواہ وہ آگ میں ڈالے جائیں یا سمندر میں ان کا فرض ہے کہ وہ اطاعت کریں۔

پس خلفاء کی اطاعت ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ اور اگر کوئی شخص خلیفۂ وقت کی بیعت کرتا۔ اور اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتا ہے۔ اور اپنی جان اور اپنا مال قربان کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ مگر پھر اپنے آپ کو خلیفۂ وقت کا ایک بازو نہیں سمجھتا۔ اور خلیفۂ وقت تو کوئی حکم دیتا ہے۔ مگر وہ کچھ اور کرتا ہے۔ اور اس کی حالت

من چہ سرایم و طنبورۂ من چہ سراید

والی ہے۔ تو یقیناً وہ اپنے دعوئے ایمان میں جھوٹا ہے۔ اور یقیناً اگر آج اس کا ایمان سلامت ہے تو خطرہ ہے کہ کل اس کا ایمان جاتا رہے۔

ایک عظیم الشان روحانی جنگ

خلیفۂ وقت کی اطاعت کی اہمیت ذہن نشین کرنے کے بعد یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم اس وقت ایک عظیم الشان روحانی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ایک بہت بڑا مقابلہ ہے جو اسلام اور کفر میں ہے۔ آج شیطان اپنے تمام لاؤ لشکر سمیت اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو نابود کر دے وہ چاہتا ہے کہ احمدیت کو مٹا کر دہریت اور الحاد روئے زمین پر پھیلا دے ہزاروں قسم کے دجال فتنے ہیں جو رونما ہو رہے ہیں۔ ہزاروں قسم کے شیطانی ہتھیار ہیں۔ جن سے کفر کی افواج مسلح ہے۔ پس آج ایک سچے مومن کے لئے بجز اس کے کوئی راہ نہیں کہ وہ اس مقابلہ کے لئے اپنا تن اپنا من اپنا دھن سب کچھ قربان کر دے۔ اور اسلام کے جھنڈے کو اونچا رکھنے کی کوشش کرے۔ اگر اس مقابلہ میں اس کی جان بھی چلی جائے۔ تو پروا مت کرے۔ اور سمجھ لے کہ میدان دغا میں پیٹھ دکھانے والا اللہ تعالےٰ کی لعنت کا مستحق ہوتا ہے۔ مگر وہ جو آگے بڑھتا ہے۔ اور پروانہ وار شمع اسلام پر قربان ہو جاتا ہے۔ اسے ابدی حیات دی جاتی ہے۔ مگر چونکہ خدا نے محض اپنے فضل سے ہمیں ایک ایسا مقدس امام عطا فرمایا ہے۔ جو کلمۃ اللہ ہے جو روح اللہ ہے جو اس کی رضا مندی کے عطر سے ممسوح اور بے حد بے دار مغز ہے۔ اس لئے آج ہمارے لئے اس روحانی جنگ میں وہی قدم اٹھانا جائز ہے۔ جس قدم کے اٹھانے کے متعلق ہمارا امام ہمیں حکم دے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غیر مبہم الفاظ میں مسلمانوں کو یہ ہدایت دی ہے۔ کہ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ۔ امام ڈھال ہوتا ہے۔ اور لوگوں کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کی اتباع میں دشمن کا مقابلہ کریں۔ ان کے لئے یہ جائز نہیں ہوتا کہ وہ خود کوئی پروگرام تجویز کریں۔ بلکہ یہ امام کا کام ہے کہ وہ بتائے اس وقت کس مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ اور وہ اس امر کا اختیار رکھتا ہے۔ کہ وہ جس شخص کو چاہے مالی قربانی پر لگا دے جس شخص کو چاہے جانی قربانی پر لگا دے جس شخص کو چاہے وطن سے باہر بھیج دے۔ جس شخص کو چاہے وطن میں رکھے۔ اور جس شخص کو چاہے ایک قسم کے کام سے بدل کر دوسرے کام پر لگا دے۔ کیونکہ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ مجاہدہ وہی ہے۔ جس کا امام مطالبہ کرے۔ اور جس چیز کا امام مطالبہ نہیں کرتا خواہ وہ کس قدر اچھی دکھائی دیتی ہے۔ مجاہدہ نہیں کہلا سکتی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی آواز

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ صریح ارشاد موجود ہے کہ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ۔ اور دوسری طرف ہم اس وقت ایک عظیم الشان روحانی جنگ لڑ رہے ہیں۔ تو آؤ ہم اس بات پر غور کریں۔ کہ ہمارے امام نے ہم سے کن امور کا مطالبہ کیا ہے۔ کیونکہ یقیناً ہماری کامیابی کا تمام دارومدار انہی امور پر عمل کرنے میں ہوگا جو ہمارے امام نے ہمارے لئے تجویز کئے ہوں گے۔ اور یقیناً ہم اس صورت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ بٹا سکیں گی۔ جبکہ ان مطالبات پر عمل پیرا ہوں گی۔ جو حضور نے ہمارے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ اس غرض کے لئے جب ہم اپنے آقا و مطاع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمارے کانوں میں حضور کے یہ الفاظ گونجتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔

"اگر تم نے دیانت داری سے احمدیت کو قبول کیا ہے۔ تو اے مردو اور اے عورتو تمہارا فرض ہے۔ کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا جانتا ہے۔ کہ جو کچھ میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔ خدا اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کہہ رہا ہوں۔ تم آگے بڑھو۔ اور اپنا تن اپنا من اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول کے لئے قربان کر دو"۔

(الفضل ۲ اگست ۱۹۳۶ء)

اسی طرح آپ نے ایک دفعہ فرمایا:-

"جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ ابھی تک قائم نہیں ہوئی۔ وہاں کی عورتیں اپنے ہاں لجنہ اماء اللہ قائم کریں۔ اور وہ بھی اپنے آپ کو تحریک جدید کی والنٹیرز سمجھیں"۔

(خطبہ جمعہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء)

پس موجودہ دور میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ہاتھ ہم کس طرح بٹا سکتی ہیں؟ اس کا مختصر مگر نہایت جامع جواب یہ ہے۔ کہ تحریک جدید کی والنٹیرز بن کر۔ مگر چونکہ یہ جواب بہت سی تفاصیل کا حامل ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان تمام تفصیلات کا موزوں رنگ میں ذکر کر دیا جائے۔ جو جماعت احمدیہ کی خواتین سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جن کو اختیار کر کے ہی احمدی مستورات صحیح معنوں میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ہاتھ بٹانے والی قرار پا سکتی ہیں۔

قربانی

یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دین کے لئے قربانیاں کرنا صرف مردوں کا کام نہیں۔ بلکہ عورتوں پر بھی یہ ذمہ واری اسی طرح عائد ہوتی ہے۔ جس طرح مردوں پر۔ بلکہ آج دشمن کا اسلام پر بہت بڑا حملہ چونکہ عورتوں کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ اس لئے جب تک عورتوں میں یہ روح پیدا نہیں ہوگی۔ کہ وہ اسلامی تعلیم پر عمل کرتی ہوئی دنیا کی عورتوں کو اسلام کی خوبیوں کا قائل کر دیں۔ اسوقت تک مردوں کو پوری طرح کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر بدقسمتی سے عورتوں میں یہ مرض ہے۔ کہ وہ سمجھتی ہیں۔ دین کے لئے قربانیاں کرنا مردوں کا ہی کام ہے۔ عورتوں کا نہیں۔ حالانکہ زمانۂ اسلام میں عورتوں نے حیرت انگیز قربانیاں کی ہیں۔ یہ امر کون نہیں جانتا۔ کہ ماں کے لئے سب سے بڑی قربانی بچہ کی ہوتی ہے۔ مگر اسلام میں ایسی بہادر اور دلیر عورتیں گذری ہیں۔ جنہوں نے اسلام کے جھنڈا کو بلند رکھنے کے لئے اپنے بچوں کو بھیڑوں اور بکریوں کی طرح قربان ہو نے دیا۔ مگر یہ پسند نہ کیا۔ کہ اسلام پر کوئی حرف آئے خنساء اسلام میں ایک بہت مشہور عورت ہوئی ہیں۔ انہوں نے ایرانیوں کے ساتھ ایک جنگ کے موقعہ پر اپنے تمام بیٹوں کو بلایا۔ اور کہا میرے بچو تم میدان جنگ میں جاؤ۔ مگر یاد رکھو یا تو جنگ میں فتح حاصل کرکے آنا۔ یا مارے جانا۔ ناکامی کی حالت میں واپس آکر مجھے اپنا منہ مت دکھانا۔ چنانچہ وہ بچے شیروں کی طرح گرجتے ہوئے میدانِ جنگ کی طرف بڑھے اور خدا تعالےٰ نے ایسا فضل کیا۔ کہ بالآخر وہ فتح پاکر زندہ سلامت واپس لوٹے موجودہ زمانہ بھی ایسی مخلص اور قربانی وایثار رکھنے والی خواتین سے خالی نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک عورت روتی ہوئی آپ کے پاس آئی۔ اور آکر کہا میرا لڑکا عیسائی ہو گیا ہے۔ وہ لڑکا مسلول تھا۔ مگر وہ بار بار کہتی۔ میں یہ نہیں چاہتی۔ کہ لڑکا بچ جائے۔ بلکہ میں یہ چاہتی ہوں۔ کہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے پھر خواہ اس کے تھوڑی دیر بعد مر جائے۔ مگر وہ لڑکا بھی کوئی ایسا ضدی تھا۔ کہ بیماری کی حالت میں ہی رات کو اٹھ کر چوری بھاگ گیا۔ جب اس کی ماں کو معلوم ہوا۔ تو وہ اکیلی اس کے پیچھے بھاگتی ہوئی چلی گئی۔ اور بٹالہ کے قریب سے پکڑ کر لے آئی۔ آخر اس کی جدوجہد اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا نے اثر دکھایا۔ اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اور دوسرے تیسرے دن مر گیا۔ وہ ان پڑھ عورت تھی۔ مگر اس کے اندر دین سے جس قدر محبت تھی۔ وہ یقیناً قابلِ رشک تھی۔ اور یقیناً ایسی ان پڑھ عورت پر وہ ہزار لکھی پڑھی عورتیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ جو اپنے مذہب اور اپنی اولاد سے اس قسم کی پاک محبت نہیں رکھتیں۔ پس عورتوں کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ قربانیوں کے میدان میں مردوں کے دوش بدوش رہیں۔ اور یہی وہ اصل ہے۔ جو تحریک جدید میں کام کر رہا ہے۔

مناسب ماحول کی ضرورت

مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کوئی بڑی قربانی اسوقت تک نہیں کی جاسکتی جب تک اس کے لئے مناسب ماحول پیدا نہ کیا جائے۔ اگر ایک شخص کی دس روپے ماہوار آمد ہے۔ اور وہ پانچ روپے میں گذارہ کر سکتا ہے۔ تو اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ پانچ روپے کی قربانی کرے گا۔ مگر جو شخص دس روپے خرچ کر دیتا ہے۔ وہ کس طرح پانچ کی قربانی کر سکتا ہے۔ وہ تو اسی صورت میں قربانی کر سکیگا۔ جب اپنے اخراجات کو کم کرکے کچھ روپیہ بچائے گا۔ اور اس روپیہ کو خدمت اسلام کے لئے پیش کرے گا۔ پس قربانی کرنے سے پیشتر ضروری ہوتا ہے۔ کہ قربانی کے لئے ایسا ماحول پیدا کیا جائے۔ جس کے بعد قربانی کرنا آسان ہو جائے۔ جب ایک شخص کے پاس اپنی ذاتی ضروریات پر خرچ کرنے کے بعد ایک پیسہ بھی نہیں بچتا۔ تو اس صورت میں اس کا یہ کہنا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ کہ میرا سب مال حاضر ہے۔ ہاں اگر وہ اپنے اخراجات کو کم کرے اور کچھ روپیہ دینی ضروریات کیلئے بچائے تو اسوقت وہ بے شک کہہ سکتا ہے۔ کہ میں اتنی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ فرض کرو۔ ایک شخص کے پاس ایک پیسہ کی بھی جائیداد نہیں اور وہ کہتا ہے۔ کہ میری ساری جائداد حاضر ہے۔ تو اس سے اسلام کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ جب کہ ساری جائیداد کے معنے صفر کے ہیں۔ پس قربانیوں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ مناسب ماحول پیدا کیا جائے اور یہ ماحول اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک ہم عورتیں۔ اس کے متعلق مردوں کے ساتھ تعاون نہ کریں۔ کیونکہ عورتوں اور بچوں کے اخراجات پورے کرنے کے بعد مردوں کی جیب بالکل خالی ہوتی ہے۔ اور ان کی حالت ع

گر زرے طلبی سخن درین است

کی مصداق ہوتی ہے۔ وہ اگر قربانی کا ارادہ بھی کریں۔ تو کچھ کر نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کے پاس ہوتا ہی کچھ نہیں۔ پس قربانیوں کے میدان میں اس بات کی سخت احتیاج ہے۔ کہ عورتیں مردوں کا ساتھ دیں۔ ورنہ ان کی قربانی صرف لفظی قربانی رہ جائے گی۔ اور اگر ہمارے تعاون کے بغیر کوئی شخص قربانی کرنا چاہیگا تو نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ وہ زبردستی ہمارے اخراجات کو کم کرے گا۔ اور اس طرح ایک تو گھر میں فتنہ و فساد پیدا ہوگا۔ دوسرے ہم اس ثواب سے محروم رہیں گی۔ جو بطیب خاطر قربانی کے متعلق مناسب ماحول پیدا کرکے ہم اللہ تعالےٰ سے حاصل کر سکتی ہیں۔

جب یہ امر ظاہر ہو گیا۔ کہ قربانی کے بغیر مناسب ماحول پیدا کئے نہیں کی جا سکتی۔ اور یہ بھی کہ یہ ماحول اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک ہم عورتیں مردوں کے ساتھ تعاون نہ کریں۔ تو ہمیں یہ امر سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ کونسے طریق ہیں۔ جن کے ماتحت ہم مردوں کے ساتھ تعاون کر سکتی۔ اور انہیں قربانیوں کے میدان میں آگے سے آگے نکل جانے کے لئے تیار کر سکتی ہیں۔ اس کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو تجاویز ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ ان کا جو حصہ بالخصوص عورتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جس پر عمل کرکے ہر احمدی عورت اللہ تعالےٰ کے حضور خلیفۂ وقت کی نائب قرار پا سکتی ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اول۔ ہر عورت یہ اقرار کرے کہ آئندہ وہ ہمیشہ گھر میں اپنے لئے اور اپنے عزیز و اقارب کے لئے صرف ایک کھانا تیار کیا کرے گی۔ اس سے زیادہ نہیں بجز ان مستثنیات کے جن کا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات میں ذکر فرمایا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا طریق یہی تھا اور آپؐ نے یہ ہدایت بھی دے رکھی تھی۔ کہ ایک سے زیادہ سالن استعمال نہ کئے جائیں۔ چنانچہ ایک دفعہ جب کہ حضرت عمرؓ کے سامنے سرکہ اور نمک رکھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میرے دسترخوان پر دو کھانے کیوں رکھے گئے ہیں۔ جب کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی کھانا کھانے کا حکم دیا ہے۔ پس اگر ہم سلسلہ احمدیہ کی ترقی میں ممد و معاون بننا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بٹانا چاہتی ہیں۔ تو ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ہم سادہ زندگی اختیار کر کے ایسا ماحول پیدا کریں۔ جس میں زیادہ سے زیادہ قربانیاں کی جا سکتی ہیں۔ اور ایسا ماحول پیدا کرنے کا پہلا ذریعہ یہ ہے کہ گھروں میں ایک سالن تیار کیا جائے۔ کیونکہ وہ لوگ جن کے گھروں میں اچھے اچھے کھانے پکتے ہیں اور جن کے کھانوں میں تنوع پایا جاتا ہے۔ وہ جانی۔ یا مالی کسی قسم کی قربانی نہیں کر سکتی مالی قربانی اس وجہ سے نہیں کر سکتے۔ کہ ان کے اخراجات کا ایک معتد بہ حصہ زبان کے چسکوں پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اور وہ جانی قربانی اس لئے نہیں کر سکتے۔ کہ اگر انہیں دین کے لئے سفر کرنا پڑے۔ تو شکایت کرتے ہیں کہ کھانا اچھا نہیں ملتا۔ دودھ نہیں ملتا۔ مکھن اور ٹوسٹ نہیں ملتے۔ پھر ہزاروں قومی خرابیاں ایسی ہیں۔ جو تکلفات سے پیدا ہوتی ہیں۔ امارت و غربت کا امتیاز کبھی دور نہیں ہو سکتا۔ جب تک کھانے پینے میں سادگی نہ ہو۔ لیکن اگر سادہ کھانا استعمال کیا جائے۔ تو غرباء اور امراء کے تعلقات میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسلام جس برادری کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ قائم ہو جاتی ہے۔ پس پہلا طریق ہمارے تعاون کا یہ ہے۔ کہ ہم عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور غذا پر جو اخراجات ہوتے ہیں۔ انہیں کم کریں۔ تاکہ جس وقت قربانی کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے۔ ہم سب لبیک اللہم لبیک کہتے ہوئے دوڑتی ہوئی اس کے حضور حاضر ہو جائیں۔

دوسرا طریق:- جس کے ماتحت ہم سلسلہ احمدیہ کی ترقی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بٹا سکتی ہیں۔ یہ ہے کہ ہم سادہ لباس پہنیں اور فیشن کے جنون کو ترک کر دیں۔ اس ضمن میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مندرجہ ذیل اصول یاد رکھنے چاہئیں۔

ا:- جن بہنوں کے پاس کافی کپڑے ہوں وہ ان کے خراب ہو جانے تک اور کپڑے نہ بنوائیں۔

ب:- جو بہنیں نئے کپڑے زیادہ بنواتی ہیں۔ وہ نصف یا تین چوتھائی پر آ جائیں۔ مثلاً اگر پہلے دس جوڑے بنواتی تھیں۔ تو اب آٹھ یا پانچ یا چھ پر گذارہ کریں۔

ج:- محض پسند پر کوئی کپڑا نہ خریدا جائے۔ بلکہ حقیقی ضرورت پیدا ہونے پر خریدا جائے۔ یہ نہ ہو کہ پھیری والے کی آواز سنی تو کپڑا دیکھنے کو منگوا لیا اور نہ یہ کہ گئے تو ایک دو ٹکڑے خریدنے گئی تھیں۔ مگر پاجامہ کا کپڑا بھی محض پسند پر خرید لائے۔

د:- گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ قطعاً نہ خریدا جائے۔

فیتہ وغیرہ کے متعلق یہ پابندی اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ کپڑے خواہ کتنے گراں ہوں۔ ایک لمبے عرصہ تک کام دے سکتے ہیں۔ مگر فیتے چونکہ لباس پر صرف ٹانکے جا سکتے ہیں۔ اور ہر روز بدلے جا سکتے ہیں۔ اس لئے ہر نئے فیشن کو دیکھ کر عورت ریجھ جاتی اور نیا فیتہ خرید کر پہلے فیتے کی جگہ لگا لیتی ہے۔ اور اس طرح کپڑوں پر اتنی قیمت خرچ نہیں ہوتی۔ جتنی قیمت ایک فیشن پرست عورت کے فیتوں پر خرچ ہو جاتی ہے۔ غرض سادہ لباس پہنا جائے اور ہر قسم کے فیشن ترک کر دئے جائیں بالخصوص باہیں اور سینہ ننگے کرنے کا جو فیشن ہے یہ بالکل ترک کر دینا چاہیئے کیونکہ حضرت امیر المومنین اس سے بارہا منع فرما چکے ہیں۔

(ملاحظہ ہو رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صہ ۸۳)

تیسرا طریق:- جس کے ماتحت قربانی کے لئے مناسب ماحول پیدا کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہے کہ نئے زیورات نہ بنوائے جائیں۔ زیور درحقیقت اقتصادی لحاظ سے ایک نہایت ہی مضر چیز ہے۔ کیونکہ اس میں قوم کا روپیہ بغیر کسی فائدہ کے پھنس جاتا ہے۔ اور دراصل جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ کہ یہی وہ سونا چاندی اکٹھا کرنا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ سونا چاندی اکٹھا کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اس سونے اور چاندی کو گرم کر کے ان کے جسم پر داغ دیا جائیگا ایک عورت اگر اپنے پاس دس ہزار کا زیور رکھ لیتی ہے۔ تو اس کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ دس ہزار روپیہ تجارت میں لگا دیتی ہے اور پندرہ بیس آدمی پرورش پا جاتے ہیں تو اس سے ملک اور قوم کو بہت بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ پس عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ سلسلہ احمدیہ کی ترقی میں ممد بننا چاہتی ہیں۔ تو عہد کریں۔ کہ آئندہ سوائے شادی بیاہ کے کوئی نیا زیور نہیں بنوائیں گی۔ پرانے زیور کو توڑ کر نیا زیور بنوانے کی بھی ممانعت ہے۔ ہاں ٹوٹے پھوٹے زیور کی مرمت کرائی جا سکتی ہے۔ شادی کے موقع پر بھی ضروری ہے۔ کہ نسبتاً زیور کم بنوائے جائیں۔ اسی ضمن میں ایک ضروری امر یہ ہے کہ جن بہنوں کے پاس زیور ہیں۔ وہ باقاعدہ۔ ان کی زکوٰۃ دیا کریں۔ اور سلسلہ کے بیت المال میں بھیجیں کریں۔ یہ امر بہت ہی افسوسناک ہے کہ کئی عورتیں زکوٰۃ دینے میں تساہل سے کام لیتی ہیں۔ حالانکہ اگر زیور وغیرہ کی زکوٰۃ باقاعدہ ادا ہوتی رہے۔ تو اسی سے سلسلہ کے غرباء کی پرورش کے لئے بہت کچھ آمد ہو سکتی ہے۔

چوتھا طریق جس پر عمل کر کے ہم قربانی کے مناسب ماحول پیدا کر سکتی ہیں یہ ہے کہ

مکانوں کی آرائش و زیبائش پر خواہ مخواہ روپیہ ضائع نہ کیا جائے۔ ہاں بعض عورتیں پرانے کپڑوں سے چونکہ بعض دفعہ زیبائش کی اچھی اچھی چیزیں تیار کر لیتی ہیں۔ اور اس میں روپیہ کا ضیاع نہیں۔ بلکہ دستکاری کی ترقی ہے۔ اس لئے حضرت امیر المومنین نے اس کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

پانچواں طریق۔ جس کے ماتحت قربانی کے لئے مناسب ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ ہے کہ سینما۔ سرکس۔ تھیٹر وغیرہ کوئی تماشہ کبھی نہ دیکھا جائے۔ یہ امر اختیاری نہیں۔ بلکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ہر احمدی کے لئے اس کو لازمی قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس میں نہ صرف روپیہ اور وقت کا ضیاع ہے۔ بلکہ ان کا کیریکٹر پر بھی نہایت مضر اور تباہ کن اثر پڑتا ہے۔

یہ وہ پانچ طریق ہیں۔ جن کے ماتحت ہم اپنے روپیہ کو بچا کر خدمت دین کے لئے صرف کر سکتی ہیں۔ اور چونکہ دین کے لئے قربانی کرنا عورتوں کا بھی ویسا ہی فرض ہے جیسے مردوں کا۔ اس لئے ہم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ہاتھ اس طرح بٹا سکتی ہیں۔ کہ ہم عہد کریں۔ کہ آئندہ ہم ہمیشہ ایک سالن کھایا کریں گی اور ایک ہی کھانا گھروں میں پکایا کریں گی ہم عہد کریں کہ ہم ہمیشہ سادہ لباس رکھیں گی۔ ہم عہد کریں کہ ہم محض پسند پر کوئی کپڑا نہیں خریدیں گی۔ ہم عہد کریں کہ ہم گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ سے ہمیشہ اجتناب کریں گی۔ ہم عہد کریں کہ ہم کھیل تماشے نہیں دیکھیں گی۔ اور اس طرح جو کچھ بچے گا۔ وہ خدمت احمدیت کے لئے اپنے آقا کے قدموں پر نچھاور کر دیں گی۔

خاکسار۔ امۃ السلام دینیات کلاس درجہ ثالثہ قادیان

تحریک جدید سال پنجم کے وعدوں کی رقوم جلد ادا کیجائیں

وہ احباب جنہوں نے تحریک جدید سال پنجم میں شمولیت کا فخر حاصل کیا ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مارچ کا مہینہ چوتھا مہینہ ہے۔ جن دوستوں نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ دسمبر میں رقم ادا کریں گے۔ یا وہ جن کا وعدہ جنوری فروری کا تھا۔ مگر ادا نہیں ہوا۔ انہیں اپنا وعدہ ماہ مارچ میں پورا کرنا چاہیئے۔ اور وہ احباب جنہوں نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ دسمبر یا جنوری یا فروری سے ماہوار قسط کے ساتھ ادا کریں گے۔ لیکن قسط ادا نہیں ہوئی۔ انہیں چاہیئے کہ مارچ کی قسط کے ساتھ اپنی گذشتہ قسطیں بھی ادا کر دیں۔ تا وقت کے اندر ان کا وعدہ سہولت سے پورا ہو جائے۔

ان احباب کے وعدوں کے بارے میں جنہوں نے وعدہ کسی آئندہ ماہ میں پورا کرنے کا کیا ہے یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ تحریک جدید کا طوعی چندہ ایسا ہے۔ کہ جس قدر جلدی ادا ہو جائے۔ اسی قدر زیادہ دین کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ ابتدائے وقت میں ادا کرنے سے ایسے احباب السابقون الاولون کا ثواب بھی حاصل کر لیتے ہیں۔

پس تمام احباب کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ آئندہ ماہ کے وعدوں کو کوشش کر کے ماہ مارچ میں پورا کر دیں۔ تا ان کو سابقون الاولون کا ثواب حاصل ہو۔ پس سال پنجم کا وعدہ کرنے والے احباب جلد سے جلد اپنے وعدے سو فیصدی پورے کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کریں۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

نشر و اشاعت کا چندہ

یوم التبلیغ پر جب دوست نشر و اشاعت کے ٹریکٹ تقسیم کریں تو اس امر کا خیال رکھیں کہ نشر و اشاعت کے صیغہ کو بڑی امداد کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر نشر و اشاعت کے چندہ کی طرف دوستوں کو توجہ دلائی جائے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

بمبئی ۵ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ بمبئی گورنمنٹ نے گورنر جنرل کو الٹی میٹم دیا ہے کہ اگر گاندھی جی کے برت کے معاملہ میں فوری مداخلت نہ کی گئی اور راجکوٹ کے ٹھاکر صاحب کو نہ جھکایا گیا تو گورنمنٹ بدھوار کو مستعفی ہو جائے گی اور برطانوی گورنمنٹ کے ساتھ عدم تعاون کی پالیسی پر عمل شروع کرے گی۔ دوسری کانگرسی وزارتیں بھی اس فیصلہ کی تقلید کریں گی۔ سردار پٹیل نے آج تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تریپوری میں جو اجلاس ۷ مارچ کو ہوگا اس میں یہ فیصلہ منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔

راجکوٹ ۵ مارچ۔ راجکوٹ میں صدر کانگرس کی ہدایت کے مطابق مکمل ہڑتال کی گئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے دو ماہ کے لئے ہر قسم کے جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت کر دی ہے اس سلسلہ میں جاری کردہ نوٹیفکیشن میں لکھا ہے کہ دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنے کا مقصد ریاست کے خلاف منافقانہ سرگرمیوں کی روک تھام کرنا ہے۔

لنڈن ۵ مارچ۔ کل فلسطین کانفرنس کے سلسلہ میں عرب اور برطانوی نمائندوں میں جو مذاکرات ہوئے اس کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ برطانوی نمائندوں کی طرف سے تجویز پیش کی گئی ہے کہ جب تک عربوں اور یہودیوں میں مفاہمت کی فضا پیدا نہیں ہوتی فلسطین کو دو یا زیادہ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور دو ہاؤس قائم کئے جائیں۔ جس میں موجودہ آبادی کے مطابق ممبر منتخب کئے جائیں غرض صرف یہ ہو کہ ایوان میں تمام امور کا فیصلہ مشترکہ طور پر کیا جائے۔ لیکن ایوان اعلیٰ میں ان فیصلوں پر یہودی اور عرب ارکان جداگانہ غور و فکر کریں۔ بحران پیدا ہو جانے کی صورت میں ہائی کمشنر کو فیصلے صادر کرنے کے اختیارات خصوصی حاصل ہوں۔ اس تجویز کے مقابلہ میں ایک اور بھی تجویز پیش کی گئی۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ دو ایوانوں کی بجائے صرف ایک ایوان قائم کیا جائے جو پہلی تجویز کے ایوان اعلیٰ کے مطابق ہو۔

کانپور ۵ مارچ۔ اس جگہ فرقہ وارانہ فساد خوفناک صورت اختیار کر گیا ہے تازہ ترین اطلاع کے مطابق ۳۵ آدمی ہلاک ۲۰۰ زخمی اور ۲۰۰ کے قریب گرفتار ہو چکے ہیں۔ آج پولیس نے کئی مرتبہ گولی چلائی اکا دکا حملے جاری ہیں گورہ فوج طلب کر لی گئی ہے۔

بیت المقدس ۵ مارچ۔ کل مفتی نشاشیبی کے بھائی عدنان نشاشیبی کو گولی مار کر شدید مجروح کر دیا گیا۔ آج صبح کی اطلاع ہے کہ وہ زخموں کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکا۔

ماسکو ۵ مارچ۔ حکومت روس نے لنڈن کی عدم مداخلت کمیٹی سے اپنا نمائندہ واپس بلا لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس اقدام کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ کمیٹی مذکور نے عرصہ ہوا اپنا کام ترک کر دیا ہے اور اب اس کا وجود بے معنی ہو گیا ہے۔

ٹوکیو ۵ مارچ۔ آج منچوکو اور روس کی سرحد پر پھر لڑائی ہو گئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چالیس روسی سرحد عبور کر کے منچوکو کی سرحدی فوج کے ۲۰ آدمیوں پر حملہ آور ہوئے اور ایک گھنٹہ کی جنگ کے بعد پسپا ہو گئے۔

نئی دہلی ۵ مارچ۔ بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ راجکوٹ میں پیدا شدہ حالات کی وجہ سے ٹھاکر صاحب گدی سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے لیکن باخبر حلقوں میں اس بات کی تردید کی جاتی ہے۔

راجکوٹ ۵ مارچ۔ دربار راجکوٹ نے حال ہی میں ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ گاندھی جی نے جو چٹھی ارسال کی ہے وہ ایک الٹی میٹم ہے اور ہم یہ کس طرح کر سکتے ہیں کہ بیرون ریاست کے ہر مطالبہ کے سامنے سر جھکا دیں گاندھی جی نے جو شرائط پیش کی ہیں وہ ناقابل قبول ہیں۔ اگر برت سے انہیں کوئی نقصان پہنچا تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے۔

رنگون ۵ مارچ۔ رنگون کی حالت پہلے کی نسبت سدھر گئی ہے۔ البتہ اکا دکا حملے اب بھی ہو رہے ہیں۔ کل دو اور آدمی ہلاک کر دیئے گئے آٹھ زخمی ہوئے۔ اب تک ۱۶ آدمی جان سے مارے گئے ہیں اور ۲۰۰ زخمی ہوئے ہیں۔

لاہور ۵ مارچ۔ حکومت پنجاب نے طریقہ تعلیم میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب کے ۲۸ سکول جن کا انتخاب ہو چکا ہے۔ ہر پہلو سے ماڈل سکول بنائے جائیں۔ انہیں تعلیمی لحاظ سے مکمل بنانے کے علاوہ ان میں ریڈیو سیٹ اور سکول بینڈ بھی رکھے جائیں گے باغات اور زراعتی فارموں کے لئے اوزار اور سامان خریدے جا چکے ہیں کئی سکولوں کو میگزین جاری کرنے کے لئے مالی امداد دی گئی ہے اور کئی مفید مشاغل کے لئے گرانٹیں دی گئی ہیں۔

کراچی ۵ مارچ۔ سندھ گورنمنٹ نے صوبہ میں امتناعی مسکرات کی سکیم کے نفاذ کی جو پالیسی اختیار کی ہے۔ اس کی تکمیل میں گورنمنٹ نے تمام ڈسٹرکٹ کلکٹروں کے نام گشتی مراسلے بھیجے ہیں جن میں لکھا ہے کہ یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء سے چرس کی فروخت ممنوع قرار دے دی گئی ہے اس ممانعت کے نتیجہ میں حکومت کو چار لاکھ روپیہ سالانہ کا خسارہ ہوگا۔ جس کی تلافی دوسری مسکرات پر ۵۰ فی صدی محصول عائد کر کے کی جائے گی۔

بیت المقدس ۵ مارچ۔ گذشتہ ہفتہ کے دوران میں فلسطین میں ۱۲۲ آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے ہلاک شدگان کی تعداد ۵۶ تھی۔ جن میں ۵۰ عرب اور ۶ یہودی تھے زخمیوں میں ۵۲ عرب اور ۱۰ یہودی تھے۔ نیز اسی ہفتہ میں برطانوی فوج نے قریباً ۲۰۰ عربوں کو شبہ میں گرفتار کر لیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ پہاڑی غاروں سے فوج نے بے شمار اسلحہ اور لڑائی کا سامان برآمد کیا۔

دہلی ۵ مارچ۔ آج جمعیۃ العلماء ہند نے اپنے اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ سے واردھا کی تعلیمی سکیم کو نامنظور کر دیا ہے۔ اور کانگرسی حکومتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو واردھا سکیم کے اطلاق سے مستثنیٰ قرار دیں۔

نئی دہلی ۵ مارچ۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کانگرسی صوبوں کی بہت سی وزارتوں نے وائسرائے ہند سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ جلد تر مداخلت کر کے قضیہ راجکوٹ کا تصفیہ کرائیں۔ ورنہ وہ مستعفی ہو جائیں گی۔

راجکوٹ ۵ مارچ۔ گاندھی جی گذشتہ شب آرام سے سوئے آج صبح وہ بہت خوش نظر آتے تھے۔ آج سہ پہر کے وقت آپ اپنا چپ کا روزہ شروع کریں گے۔

نئی دہلی ۵ مارچ۔ وائسرائے ہند ریاست اودے پور سے دہلی تشریف لا رہے ہیں آپ کی آمد سے سیاسی حلقوں میں ہلچل مچ گئی ہے۔ اور عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ کل نہایت اہم صورت حالات کے رونما ہونے کا امکان ہے

کلکتہ ۵ مارچ۔ صدر آل انڈیا کانگرس مسٹر سبھاش چندر بوس نے بیان دیا ہے کہ تمام ملک کو گاندھی جی کے بارے میں شدید ترین تشویش لاحق ہو رہی ہے۔ گاندھی جی کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے کے لئے جو کچھ ممکن ہو سکتا ہے ہم کریں گے

کلکتہ ۴ مارچ۔ ڈاکٹر کھارے سابق وزیراعظم سی۔ پی نے دوران انٹرویو میں بتایا۔ کہ اس وقت جب تریپوری میں کانگرس کا اجلاس جلد ہی ہونے والا تھا۔ گاندھی جی کو راجکوٹ کے سوال پر برت شروع نہیں کر دینا چاہیئے تھا آپ کو چاہیئے تھا کہ جب تک کانگرس کا اجلاس نہ ہو جاتا انتظار کرتے اور اپنے برت کے لئے کانگرس سے ہدایات حاصل کر لیتے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی